خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd vol 86

Track 1

Time 27:56

اولیاء اللہ اور سائنسدانوں میں کیا فرق ہے ؟

بسم اللہ ...

ایک صاحب کا سوال آیا ہے کا ئنات کو قبول کر نے اور خیا لا ت کو رد کر نے کا نام زندگی ہے ؟اس کو روحانی نقطہ نظر سے بیان فرما یاجا ئے ؟

اللہ نے ایک ایسے حالات پیدا کئے کہ کا روباری مصروفیات اور زندگی کے سلسلے مشاہدوں سے ہٹ کر فاصلے پر شروع ہو ا 69میں میں نے ایک دوکان کھو لی تھی وہاں سارے دن کبھی کبار ایک آدمی آجا کر تا تھا خیال آیا کہ وقت کو ضائع نہیں کر نا چا ہئے تو پہلا شروع کیا آہستہ آہستہ وہ دو کان تو ختم ہو گئی اس نے لائبری کی شکل اختیار کر لی لا ئبری کی شکل سامنے آئی تو چند پڑھے لکھے حضرات بھی وہاں تشریف لے آئے اور ماحول علمی ماحول بن گیا پھر شوق ہو ا کہ جو کچھ پڑھا ہے اس کی اگر اس طرح تشریح ہو جا ئے کہ دوسرے لوگوں کو بھی فا ئدہ پہنچے تو یہ بھلا ئی ہو گئی، بہتری ہو گئی ،انہیں ایسا درخت سمجھ میں آجا ئے گا عملی درخت اتنے لوگ متفیض ہو نگے علم حاصل کر یں گے
مضمون لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا اور جس کو جس بندے سے جو کام لینا ہو تا ہے اسی قسم کے وسائل اور حالات پیدا ہو جا تے ہیں لو گوں کا یہ خیال ناکل نہیں ہیں لوگ اپنے حالات خود پیدا کر تے ہیں اپنی زندگی خود بنا تے ہیں ہیا کسی اعلیٰ مقام پر پہنچنے میں صرف ان کی ذات کا تعلق ہو تا ہے ہ اعلیٰ مقام پر پہنچنے میں صرف ان کی ذاتی کا وشیاں ہو تی ہیں لیکن اگر حالات ساتھ نہ دیں وسائل سامنے نہ آئیں تو بڑی تو بڑی سے بڑی کو شیشیں بھی نا کامی میں تبدیل ہو جا تی ہیں جو میرے ذہن میں بات آئی اور جس نے مجھے بہت زیادہ سوچ و وچار پر مجبور کیا وہ یہ ہے کہ یہ خیال کہاں سے آتا ہے اور دوسری بات جو سامنے آئی وپ یہ ہے کہ زندگی تو ہے ہی سارا کا سارا خیال مثلاً اگر آپ بھوک کی طرف ذہن متوجہ کر یں تو یہ خیال ہے ،کھا نے کے خیال کو آپ بھوک کہتے رہتے ہیں ،پینے کے خیال کو آپ پیاس کہتے رہتے ہیں ،اسی طرح گر می سردی کا احساس ،اصلاحیت اور اجمعیت کا احساس یہ بھی خیال ہو لیں گے خیالات کاک جو سلسلہ زندگی کو قائم رکھے ہو ئے ہے اس سے دنیا کا کو ئی ایک آدمی بھی بچا ہوا نہیںہے خیا لا ت آئیں گے تو آپ زندہ ہیں خیا لا ت آئیں گے تو آپ کھانا کھا ئیں گے خیا لا ت ؤئیں گے تو آپ سو ئیں خیالا ت کا سلسلہ ٹوٹے گا سونے کے خیا

لا ت کا سلسلہ ٹوٹے گا آپ بیدار ہو نگے ۔تو آپ یہ دیکھئے کہ ساری جو زندگی
ہے خیا لا ت کہ تانے با نے پربنی ہو ئی ہے یہ ساری دنیا کیا ہے مختصر یہ ہے کہ
خیال پر ہے اب میرے ذہن میں یہ بار بار خیال آتا رہا ہے خیال کہاں سے آتے ہیں
کیو ں آتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ خیالات جہاں سے بھی آتے ہیں
دماغ میں کو ن سی مشین فٹ ہے جو وہاں سے وہ مشین قبول کر تی ہے ،تو
اس کھو ج میں بہت کتا بیں پڑھیں نفسیات سے متعلق ملی،طبعیات سے متعلق
ملی،پر انی تفسیرپڑھی یہ نشر تو آج ہو گا زندگی نام ہے خیالات کا خیالات کو
قبول کرنے یا رد کر نے کا نام زندگی ہے اب مثلاً کو ئی آدمی مر تا ہے اب قانون
یہ ہے کہ جب تک کو ئی آدمی موت کو اکسیپٹ نہیں کرلیتا وہ اس دنیا سے کبھی
نہیں مر ے گا ۔ یہ قانون ہے اب آپ یہ دیکھئے مر نا تو کو ئی نہیں چا ہتا کہا یہ
جا تا ہے مر نا کو ئی نہیں چا ہتالیکن جو امر واقعہ یہ اگرکو ئی آدمی موت کو
قبول نہ کر ے یا زندگی سے معیوس نہ ہو جا ئے وہ مر نہیں سکتا آپ نے دیکھا ہو
گا جب کو ئی بیماری ہو تی ہے تو ہمارے بزرگ کہنے شروع کر دیتے ہیں اب
گزرنے کا سفر ہے اب گزرنے کی تیاری ہے کو ئی کہتا ہے جی قبر میں پیر لٹکے
ہو ئے ہیں کو ئی کہتا ہے دو دن کی زندگی ہے دو پل کی خبر ہے دعا کرو خیر
کی بہت اچھی گزر یں یہ اچھی گزر گئی یا بری گزر گئی خیر کی اچھی ہو ۔ اب
وہ مر نے کے لئے تیاری شروع ہو گئی جو لوگ عمر کے تقاضوں کو پو را نہیں کر
تے ان کی عمر کم ہو تی ہے وہ مر جا تے ہیں وہاں بھی غور کریں وہاں بھی آپ
کو ایک بات نظر آئے گی وہ آدمی زیادہ تر کم عمر میں انتقال کر جا تے ہیں جن
کے اوپر مایوسی ہو جا تی ہے کو ئی بھی وجہ ہو گھر کے حالات ہو ،کا روبار میں
نقصان ہو ،اس کو یہ احساس ہو جا ئے کہ گھر والے جو ہیں مجھے کو ئی اہمیت
نہیں دیتے چا ہے وہ غلط ہی ہو بر حال انیسویں صدی سے پہلے جو مر جا تے
ہیں ان کے پیچھے جو مایو سی ہو تی ہے مایوسی ہو تی ہے اب ما یوس ہو نا
بھی ایک خیال ہے جب امید ہو نا ایک خیال ہے مایوس ہو نا بھی ایک خیال ہے ۔
بچپن وہ بھی ایک خیال ہے جوانی بھی ایک خیال ہے اب دیکھئے ایک بچہ جوان ہو
تا ہے آپ اسے منا کہتے ہو وہ کہے گا بھئی مجھے منا مت کہو ہمیں بڑا ہو گیا
اب اس کا مطلب ہے کہ جو وہ منے کے خیالات ہے اس پر تر قی کر کے آگے بڑھنا
چا ہتا ہوں تو بر حال یہ بات سمجھ میںآئی یہ دنیا جو ہے یہ خیالات کے علاوہ
کچھ نہیں ہے ۔میرا یہ مسئلہ حل ہو گیا بھئی خیالا ت اللہ کی طرف سے آتے
ہیں ۔اللہ کی طرف سے آتے ہیں اللہ نے کو ئی نظام بنا یا ،کو ئی قانون بنا یا ،کو
ئی سسٹم ہو گا ،ایک خیالات مسلسل آرہے ہیں کو ئی آدمی مر نا نہیں چا ہتا
لیکن اس کے ذہن میں یہ بار بار خیال آتا ہے کہ مر جا نا چا ہئے ۔کوئی آدمی
بغیر روٹی کھا ئے زندہ ہی نہیں رہے سکتا ،کوئی آدمی بغیر پا نی پئے زندہ ہی
نہیں رہے سکتا ،کوئی آدمی بغیرسوئے زندہ ہی نہیں رہے سکتا ،کوئی آدمی
ساری زندگی سو تا رہے اسے سو نا نہیں کہتے اسے کہتے ہیں قومے میںچلا گیا
بیمار ہوم گیا،اس چیز پر جب غور کیا گیا تو مضمو نویسی کا ایک سلسلہ شروع

ہوا مضمون نویسی میں ایک نکلتاتھا اس کا انتخاب ہوا شروع ہو گیا اس نے
شروع شروع میں چھوٹے چھوٹے میں ایسی با تیں بھی آگئی کہ اگر اس قسم کے
خیالا ت ہو ں تو آدمی صحت مند رہتا ہے ،اس قسم کے خیا لا ت ہو ں تو آدمی
خوش رہتا ہے ،اس قسم کے خیالات ہوں تو آدمی اداس اور بیمار ہو تا ہے ،اس
قسم کے خیالات ہوںتو آدمی ذہنی انتشار کا شکا ر ہو جا تا ہے ،پھر وہ ڈاک کا
سلسلہ شروع ہو گیا اس زمانہ میں ہفتہ میں دو تین خط آتے تھے بڑا خوش ہو
تے تھے کہ ہمارے دو خط آئیں ہیں تین آئے ہیں بھئی اب کہ تو کمال ہی ہو گیاپا
نچ آئے ہیں وہ سلسلہ ابھی تک قائم ہے آپ نے دیکھا ہو گا روحانی دائجسٹ میں
بھی جنگ میں بھی مسائل کے نام سے آتا ہے ہمختصر یہ ہے کہ خیالات کا سلسلہ
جو قائم ہے اس پر جب غورو فکر کیا گیا تو ہر انسان کے اندر دو قسم کے خیالات
آتے ہیں اور یہ دو قسم کے خیالات ہی اس کی زندگی ہے ایک خیال وہ ہے جو
انسان کو دن میں آتے ہیں ایک سو تے جا گتے ہو ئے آتے ہیں جب بیداری میں آتے
ہیں اور دو سرے خیالات وہ جو انسان کو سوتے ہو ئے آتے ہیں جو خواب دیکھ
رہے ہیںدراصل یہ خواب دیکھنا جو ہے ہر آدمی خواب نہیں دیکھتا بلکہ بیداری
کے خیا لا ت سے جیسے ہی آپ سونے کے خیالات میں مر کزیت قائم کر لیتے ہیں
اس کا نام سو نا ہے ایسا نہیں ہے آپ سو رہے ہیں آپ خواب نہیں دیکھ رہے
بس آپ نے آنکھ بند کی خیالات کی جو پٹری ہے وہ الٹی ہو گئی اگر خیالات کی
پٹری پر چلنے والی گاڑی کی رفتار ہلکی ہے تو بیداری ہے اور خیالات کی پٹری پر
چلنے والی گاڑی کی رفتاربہت تیز ہے یہ خواب ہے سو نا ہے ،اب انسان جو
ساری زندگی دو خیال میں ردوبدل ہو تا رہتا ہے ایک بیداری میں ایک خواب
میں ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے قراآن پاک میں بھی بڑی واضاحت سے بیان
فرمایاہے کہ ہم رات کو دن میں داخل کر تے ہیں ، دن کو رات میں داخل کر تے
ہیں ہرات میں سے دن نکال لیتے ہیں اور دن میں سے رات نکال لیتے ہیں یسین
شریف کی آخری آیاتوں میں ہم رات پر سے دن کو اڈھیرلیتے ہیں اوردن پر سے
رات کو اڈھیرلیتے ہیںیعنی ایک یو نٹ ہے اس یو نیک ہے دو رخ ہیں ایک رک کا نام
رات ہے اور ایک رخ کا نام بیداری ہے ہتو جب بیداری کا رخ غالب ہو تا ہے تو
رات کا رخ غائب ہو جا تا ہے اورجب دن کا رخ غالب ہو تا ہے تو کا بیداری کے
حواس کا رخ غائب ہو جا تا ہے یعنی انسان کی زندگی دو لفظوں میں بیان کی جا
ئے تو وہ یہ ہے کہ انسان ایک حواس میں غالب رہتا ہے اور ایک حواس سے مغلو
رہتے ہیں اگر دن کے حواس جس کو اللہ تعالیٰ نے نہار کہا ہے اگر دن کے حواس
غالب ہیں تو انسان بیداری میں زندگی گزار رہا ہے اور اگر انسان رات کے
حواس غالب ہیں تو انسان بیداری سے ہٹ کر خواب کے حواس میں چلا جا تا ہے
جب بیداری کے حواس زیر بحث آتے ہیں تو انسان کی اسپیڈ کم ہو جا تا ہے
انسان کے اوپر بھا ری پن کشش ثقل کا جو سلسلہ ہے وہ بھا ری ہو جا تا ہے وہ
مجبور ہو تا ہے کہ ٹائم ایفیکٹر کے ساتھ ز ندگی گزارے ہمثلاً اب یہاں سے
مسجد تک تشریف لے جا ئیں تو آپ کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ ٹائم

اوراسپیس کو نظر انداز کر رہے ہیں ؤپ بھا گ کر چلیں آہستہ آہستہ چلیں چا
ہے گر تے چلیں ٹائم کم زیادہ تو ہو جا ئے گا لیکن ٹائم بھی آپ کو لگا نا پڑے گا
اور اسپیسہ سے بھی چلنا ہو گا اب مثلاً یہاں سے اگر دو سو قریب مسجد ہے تو
مسجد تک پہنچنے کے لئے آپ نے دو سو قدم اسپیس کو اپنے پیروں میں لپٹا اور
اساتھ ہی ساتھ آپ یہاں سے پانچ منٹ مسجد گئے تو پا نچ منٹ کا وقفہ لگا یہ
ٹائم اسپیس کا مطلب یہ ہوا دوسوں قدم آپ زمین پر چلے پیر زخمی نہیں ہو
ئے، ہوا میں نہیں چلے زمین پر چلیں ایک پیر رکھا دوسرا پیر رکھا یعنی زمین
مجبوری ہے کہ آپ اس پر چلیں اسپیس پر اور دوسری بات یہ ہے کہ زمین پر
ایک قدم دو قدم سو قدم دو سو قدم جو آپ چلے ان دو سو قدم اٹھا نے میں کچھ
وقت بھی لگا وہ وقت جو ہے وہ ٹائم ہو گیا یعنی بیداری کے حواص جو ہیں ٹائم
اسپیس کے بندھے ہو ئے ہیں بیداری میں آپ ٹائم اور اسپیسہ کو کسی بھی
صورت میں نہ نظر انداز کر سکتے ہیں اور نہ آپ چل سکتے ہیں مثلاً آپ چھلانگ
لگا ئیں تو چھلا نگ لگا نا بھی یہ تو آپ کر سکتے ہیں یہاں آپ نے دس چھلانگیں
لگا ئیں لیکن وہ چھلا نگیں لگا نا نہیں زمین کا کنسپٹ جو ختم نہیں ہو سکتا یہ
ضرور ہو سکتا ہے کہ ٹائم کم ہو جا ئے بس یہ ہے کہ یہاں سیکنڈ ہو جا ئے اور
کم وقت ہو جا ئے گا کار میں جا ئیں اور کم وقت ہو جا ئے گا ۔ایک آدمی دوڑ کر
جا تا ہے ظاہر ہے کم وقت ہے ایک آدمی آہستہ آہستہ جا تا ہے وقت تھوڑا
زیادہ ہو جا ئے ۔لیکن ییہ مجبوری ہے کہ دن کے حواس میں کو ئی انسان تائم
اسپیس سے آزاد نہیں ہو سکتا اسپیڈ بڑ ھا سکتا ہے گھٹا سکتا ہے ۔اب مثلاً
لاہور جا تے ہیں اب لا ہو ر ہم اگر پیدل جا ئیں تو پو رے تین مہینے میں پہنچیں
گے ۔لیکن ہم کار سے چلیں دو دن میں پہنچ جا ئیں گے ،ریل سے چلیں چو بیس
گھنٹے میں پہنچ جا ئیں گے ،ہو ئی جہاز سے چلیں دھا ئی گھنٹے میں پہنچ جا ئیں
گے ،لیکن کرا چی اور لاہو ر کا سفر جو آپ نے کیا ہے اس میں نہ زمین کو نظر
انداز کر سکتے ہیں نہ آپ ٹائم کو ٹائم کو آپ گھٹا بڑھا سکتے ہیں رفتا ربڑ ھا لیں
گے گھٹا لیںگے یہ تو آپ کے دن کے حواس ہیں یعنی جب ...اللہ تعالیٰ دن کو رات
میں داخل کر دیتا ہے ۔اور رات کو دن میں داخل کر سکتے ہیں ۔اب جب یہ دن
کے حواس ٹائم اسپیس کے حواس آپ آزاد ہو تے ہے تو خواب کے حواس اب خواب
کے حواس میں اب آپ سو رہے ہیں خواب میں رسول اللہﷺ کے دربار میں حاضر
ہیں درد شریف پڑ ھتے ہیں ابھی کسی نے آپ کو انگوٹھا اٹھا یا پھر سو گئے اتنی
زیادہ اسپیڈ ہو گئی خواب کے حواس کی یارات کے حواس کی کہ ا س کی کو ئی
حواس کی ناب نہیں ہو تی یعنی حضرت دو گھنٹے میں پہنچ گئے ۔ایک سیکنڈ بھی
نہیںکہے سکتے ایک سیکنڈ بھی اس لئے کہ جب آپ مدینہ منوارہ پہنچ جا تے
ہیں ۔اللہ تعالیٰ سب کو سعادت نصیب کرے تو اس میں ایک لیکن ایک لمحہ ایک
آن آپ تذکرہ نہیں کرسکتے اور جب واپس آتے ہیں تو اب اس کا مطلب ہے کہ
انسان دو حواس میں سفر کر رہا ہے ایک حواس میں وہ ٹا ئم اسپیسہ کا پا بند
ہے بندھا ہوا ہے نکل نہیں سکتا کسی بھی بھلے اسپیڈ زیادہ ہو لیکن دو سرے

حواس میں رات کے حواس میں ا نسان اب اس کا مطلب یہ ہوا انسان جب مادی
وجود کے ساتھ سفر کر تا ہے تو اس کے اوپر ٹائم اسپیس کی پا بندی لا زم آجا
تی ہے اور جب انسان کا جسم بستر پر لیٹا ہو اہے سانس بھی لے رہا ہے ،دوران
خون بھی ہے دل بھی دھڑک رہا ہے ہر چیز ہے لیکن جسم کو چھوڑ کر روح نے
جب جسم سے آزادنہ سفر کی اپنی روح سا منے قرآن پاک کی تلاوت کی کہ ہم
روح قبض کر لیتے ہیں آدمی مر جا تا ہے۔ بات یہ ہے کہ روح کو اس بات کی
ایجا زت نہیں دی جا تی کہ دوبارہ اس جسم سے مادی جسم سے دو بارہ کام لے
جب روح کو اس بات کی ایجا زت نہیں دی جا تی مادی جسم سے دوبارہ کام لیا
جا ئے تو اس کو ہم مر نا کہتے ہیں لیکن جب روح اس مادی جسم کو ساتھ لیکر
سفر کر تی ہے تو اس کو ہم جینا کہتے ہیں ۔تو اب اس قانون سے یہ بات
سمجھ میں آئی انسان ایک وقت دو خیالات دوکوئی انسان کسی چھپے کا رہنے
والا بر طانیہ میں ہو ،کہی ہو کہی ہو ،یا کسی دوسروں عالمین میں ہو اللہ
تعالیٰ نے لا کھوں کروڑوں عالمین بنا ئے ہیں وہ دو خیالات میں اپنی زندگی گزار تا
ہے ۔ایک خیالات کو پا بند رکھتے ہیں زمین کے اوپراور وہ پا بندی اس بنیاد پر ہے
کہ وہ میٹر کے ساتھ جسمانی مادی وجود کے ساتھ اور دو سرا یہ ہے کہ مادی
وجود کے بغیر وہ سفر کر تا ہے ۔اب یہ تو طے ہو گیا کہ انسان کے اندر دو
صلاحیتیں ہر وقت ہر آن کام کر یاب حواس موجود ہیں ان ہم اس بیداری کے
حواس میں الگ گھوم گئے تب جب رات کے حواس سے الگ ہو گئے تو بیداری کے
حواس سے دور ہو گئے ۔اب دیکھنا یہ ہے کہ آدم علیہ السلام جب جنت میں تھے
جنت کے بارے میںآپ سب جا نتے ہیں وہاں ٹائم اسپیس نہیں ہو تا مثلاًاللہ تعالیٰ
نے کہا ...جہاں سے دل چا ہے کھا ئو ...کروڑوں میل کا فا صلہ فاصلہ پرسیب لگا
ہوا ہے آدم علیہ السلام کا یا کسی بھی بندے کا جس کو اللہ تعالیٰ جنت عطا کر
ے دل چا ہا کہ صاحب سیب کھا ئوں گا آپ کو وہاں جا نے کی ضرورت نہیں ہے
جب وہ سیب دوسری بات یہ ہے کہ سیب بو کر سیب کے پھل نکا لنے کا انتظار
وہاں نہیں کر نا سیب لگے ہو ئے ہیں تو جب آدم جنت میں تھے تو اس کا مطلب
ہوا آدم بغیر مادی جسم کے روح کے ساتھ تھے اب آدم سے غلطی سرد ہو گئی
اس غلطی کی تلاش میں اس غلطی کی سزا میں آدم کو اس مادی جسم کا
بوجھ بنایا یعنی خیالات میں ایک تبدیلی آئی جنت میں خیا لات نصیب ہو ئے جب
غلطی ہو گئی تو جس طرح بھی ہو ئی اب آدم کے ذہن میں ایک تصور یہ ابھرا
کہ میں نے غلطی کی میں نے ظلم کیا میں نے جہالت کی تو ظلم اور جہا لت کے
بجا ئے خدا کر ے ظلم اور جہالت تا ریخوں کے علاوہ تو کچھ نہیں ہیبھئی آپ
کسی ظلم کو جہالت کوبھول تو نہیںگئے۔ جیسے ہی یہ تصور آدم کے ذہن میں
ابھرا کہ اللہ تعالیٰ کی نا فرما نی ہو ئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطا بق
میں نے اپنے اوپر ظلم کر دیا اور جیسے ہی اس ظلم کا تصور آدم کے ذہن میں آیا
اور آدم کی روح کو پا بند کر دیا گیا اب آزادنہ روح جو ہے سفر نہیں کر تی ہے ۔
یہ ٹائم اسپیس کی پا بندی ہو گئی لیکن ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ رحیم کر یم ہے ۔

اللہ تعالیٰ کو سب پتا ہے کہ معافی تلا فی کر یں گے اتنے دن جنت میں انہیں
بھجنا ہے تو وہ جو اللہ نے جنت کا حواس ٹائم اسپیس کا حواس وہ ؤدم س ے
چھینے نہیں بلکہ یہ کہا کہ ٹھیک ہے اب دنیا میں تم جا ئو جو کچھ تم نے کیا
بھوکتولیکن ہمارے بندے تمہا رے پاس آتے رہے گے تمہیں اچھا ئی اور برا ئی کا
درس دیتے رہے گے ۔اگر تم نے پھر یہی اچھا ئی اختیار کر لی تو جو جنت میں ہے
تو ہم تمہیں جنت تمہارا وطن واپس دے دیں گے تو اللہ نے جو یہ کہہ دیا ہے کہ
جنت دو بارہ واپس مل جا ئے گی ۔اس لئے جنت کے حوا س کا ہو نا ضروری
ہے ۔لہذا کیا ہوا کہ جنت میں آم سے جب غلطی ہو ئی تو رات کے حاس مغلو
تھے مادی اور جب انسان یہاں سو جا تا ہے کیوں کہ وہ انسان رات کے حواس
میں موجود ہے وہ جنت کے حواس سے متعلق ہو جا تے ہیں اور جسمانی حواس
سے تو اس کا مطلب ہے ہم یوں کہے گے کہ انسان کے دو حواس ہیں ایک حواس
یہ ہے کہ وہ خواب کے حواس ہیں سارے کے سارے بیداری کے حواس ہیں اب
دیکھئے آپ غور کر یں دنیا بھر کے وسوسے دنیا بھر کے ظلم دنیا بھر کی حق تلافیاں
نہ فرمانیاں دن کے حواس بھی ہو تے ہیں کیا امطلب ہوا اس کا کہ جب تک آپ
ما دی حواس میں رہیں گے اس وقت تک آپ وہی سب کچھ کر تے رہے گے ۔اور
جب اس مادی حواس سے آپ نکلیں گے تو جنت کے حواس میں داخل ہو جا ئیں
گے ۔اب بزرگوں نے اولیا ء اللہ نے رسول اللہ کے منتخب بندوں نے اولیا ء اللہ نے
خود پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام جتنی بھی نوع انسانی کو تعلیم دی ہے آپ
اس پر اگردنیا میں رہتے ہو ئے اپنی زندگی کا کام کر لیا وہ جنت میں جا ئے گا ۔
یہ جو آپ کا بوڑھا پاہے مراقبہ کا جب آپ سوتے ہیں سو نے کا مطلب یہ ہے کہ
آپ کا اپنا مادی جسم تعلق جو ہے یہ پتا ہو تا ہے ساتھ جب سو نے کا جسم کا
تعلق ٹوٹ گیا جیسے ہی مادی جسم سے یہ مادی حواس وہ جسم کے حواس ہیں
آپ کا تعلق جنت کا یہ مراقبہ جو ہے یہ نہیں ہے کہ صاحب آنکھیں بند کر
لوجسم کی طرح سے اپنا ذہن ہٹا لو مادی خیا لا ت میں نفی کر دو بھئی جب ما
دی خیا لا ت کی نفی ہو گئی جسم کی طرف سے ذہن رہے گیا وہ با قی رہے
گئی کو ن سے روح با قی رہے گی وہ جنت والی روح با قی رہے گئی تو مراقبہ
سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے مادے حواس کی نفی کر کے ان حواس کو غالب کر
لیتا ہے جو حوا س جنت کے حواس ہیں یہ جو حواس اب مختصر بات یہ ہو ئی
کہ ہر انسان دنیا میں رہتے ہو ئے جنت میں جا نا چا ہتا ہے ہر انسان اس دنیا
میں رہتے ہو ئے مر نے کے بعد کی زندگی سے واقفیت چا ہتا ہے اس کو کو ئی
کام نہیں کر نا اس کوصرف اتنا کر نا ہے اس کے جو رات کے حواس ہیںاس کو
کس طرح بیداری میں لا نا ہے یہ اولیا ء اللہ کا فرمانا ہے آپ نے سنا ہو گا کہ یہ
بیٹھے ہو ئے وہاں بیٹھے ہو ئے غریب نواز سے ان کے پیرو مرشد نے با ئیس سال
خانقاء کا پا نی بھر دیا خواجہ غر یب نواز سے ان کے پیرومر شد نے با ئیس سال
خانقاء کا پا نی بھرا با ئیس سال ہو گئے اتنا عرصہ تو ہو گیا ہمارے پاس بھی آکر
بیٹھا کر وتر بیت کے با ئیس سال ویسے اور نئے ایک جب بائیس سال ہو گئے میاں

یہا ں بھی تو اکر بیٹھو انہوں نے کہا کیا دیکھ رہے ہو انہوں نے کہا حضور ان دو
انگلیوں کے درمیان اٹھارہ ہزار عالمین کا مشاہدہ کر رہا ہوں ۔کیا مطلب ہو
اکہ پیرومر شد کی تر بیت با ئیس سال کی ایجا زت سے آنکھ کے اندر اتنی طا
قت پیدا ہو گئی کہ جب پیرو مر شد نے اشا رہ کیا تو دن کے حوا س مغلو ہو گئے
اور را ت کے حواسجب رات کے حوا س غالب ہو گئے تو ظاہر ہے سارا نظرآر ہا
ہے تو جتنے صاحبان یہاں تشریف لا ئیان کے لئے ایک پیغام ہے کہ مراقبہ روحانیت
معاورائی علوم آسما نی علومآنکھ کے علوم یہ کو ئی با ہر سے آپ کو نہیں لا نے
پڑے یہ تو آپ کے اندرپہلے سے مو جود ہیں بس یہ کر نا ہے کہ اس کی پریکٹس
کریںکہ جس طرح بیدار ہیں آپ اسی طرح سو ئیں بھی یعنی بیداری میں را ت
کے حواس کو استعمال کر نا سیکھ لیں ۔ اختتام